پرائیوٹ ٹی وی چینلوں پر اسلامی و معاشرتی اقدار سے منافی ڈراموں کی پیشکش کا تحقیقی جائزہ

شفق صدیقی، یاسمین سلطانہ فاروقی

ABSTRACT

There was a time when PTV mostly presents positive values in light of Islam in TV dramas. These production objectives were to strengthen family system, promoting empower women and curbing negative believes of society.PTV prime time was not only doing character building of society but it also provide entertainment to masses in positive manner.

As time passed that golden era turn into ashes. After year 2000 private television channels started their transmissions in Pakistan and their copied Indian content which was mainly focus on broken families. Private drama industry reputedly copied that material on name of rating and promotes such content which is totally against the preaching of Islam and it also damages our social norms.

Aristotle declares drama as a nature of human. If someone tries to pollute said nature with negative traits than outcome can be seen as a declining of morals and ethics of society.

Content analysis of 2015 popular TV drama series and reviews of famous drama industry people is part of this research.

Key Words: Islamic and Social Values, Cultural Invasion, Family System, Obscenity

ابتدائیہ:

ٹی وی ڈراما ابتداء سے ہی ہمارے معاشرے کا اہم جزو رہا ہے۔ ہماری خواتین ذوق وشوق سے ٹی وی ڈراموں کو دیکھتی ہیں اور ان ڈراموں میں اپنا عکس تلاش کرتی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ پی ٹی وی پر ڈراما آن ائر ہوتا اور سڑکوں پر سناٹا طاری ہو جاتا۔ پی ٹی وی نے اپنی ابتداء کے ساتھ ہی دنیائے ادب کی کلاسکی کہانیاں، معاشرتی مسائل اور ذہن کی کشادگی کے لیے ڈرامے کے فارمیٹ کا بھرپور استعمال کیا۔ ان ڈراموں کی گونج پڑوسی ممالک تک سنائی دینے لگی لیکن پرائیوٹ چینلوں کے آنے کے بعد یہ فضا بدلی اور موجودہ زمانے میں پاکستانی ڈراموں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ ڈرامے ہمارے خاندانی نظام کو توڑنے کے درپے ہیں۔ ہمارا معاشرہ اور ہمارا دین ایک مضبوط خاندانی نظام کے فروغ کا داعی ہے۔ گھر کا تصور ہمارے مذہب میں ایک ایسی اکائی کا ہے جہاں بچوں کی تربیت خالصتاً اخلاق اور تقوی کی بنیاد پر ہونی چاہیئے۔ مگر آج کے پرائیویٹ ٹیلی ویژن چینلوں کے ڈرامے تفریح کے نام پر خاندانی نظام کو ہلانے کا جو کام کر رہے ہیں وہ نہ صرف اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے بلکہ کسی مہذب معاشرے کیلئے بھی ناقابل قبول ہیں۔ اس تحقیقی کام میں سائنسی انداز سے اس نامناسب طرز عمل کو سامنے لایا گیا ہے۔ جس کی بنیاد پر ڈراما انڈسٹری کی بہتری کیلئے سفارشات پیش کی جاسکتی ہیں۔ یہ تحقیق پرائیویٹ ٹی وی چینلوں کے ڈراموں کے مواد میں وقت کی تبدیلی کے ساتھ ہمارے ڈراموں پر ثقافتی یلغار اور عالمگیریت کے اثرات ٹیلی ویژن چینل ناظرین کے سستے جذبات سے کھیل کر مقبولیت کے لیے اخلاق سے عاری اور اسلامی اقدار کے منافی ڈراموں کی پیشکش کر رہے ہیں ان پہلوؤں کا احاطہ کرے گی۔

تحقیقی سوالات:

کسی بھی تحقیق کے دوران سوالات کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔یہاں تک کے اس کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھے بغیر تحقیق کے امور کو سمجھنا دشوار ہے اس تحقیقاتی مطالعے کیلئے جو بنیادی سوالات سامنے تھے وہ یہ درج ذیل ہیں:

سوال ۱۔ کیا پاکستانی ڈراموں میں اسلامی و اخلاقی قدروں کی پامالی کا سلسلہ جاری ہے؟

سوال ۲۔ کیا پرائیویٹ ٹی وی چینلوں پر نشر کیے گئے ڈرامے معاشرے کے بگاڑ کا ذریعہ ہیں؟

سوال ۳۔ کیا پرائیویٹ ٹیلی ویژن انڈسٹری کے ڈرامے خاندانی نظام کو کھوکھلا کر رہے ہیں؟

تعریفات:

مندرجہ بالا سوالات کی روشنی میں چند اہم تصورات کی عملی تعریفیں یہاں واضح کرنا لازم ہیں:

معاشرتی اقدار:

پاکستان کا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے ہماری تہذیب میں اسلام کا رنگ بھی شامل ہے اور ہمارے خطے کے خوبصورت رنگ بھی۔خاندان اور خاندانی نظام ہماری معاشرتی اقدار کی مضبوطی اہم جز ہیں۔ سب سے پہلا تصور اس مطالعے میں ''معاشرتی اقدار'' ہے۔جس کی پیمائش اس تجزیہ مشتملات میں مقصود ہے۔ اس تصور کو یہاں درج ذیل ذیلی تصورات کے ذریعے قابل پیمائش بنایا گیا ہے۔

ناجائز تعلقات: آج کل پرائیوٹ ٹیلی ویژن ڈراموں سے ناجائز تعلقات کا فروغ جاری وساری ہے۔ڈراما سیریل چپ رہو، قدوسی صاحب کی بیوہ، دھند اور بے شرم وغیرہ میں بہنوئی، سالیوں، میرے بے وفا، میرے قاتل میرے دلدار اور دیگر محترم رشتوں کے درمیان رومانوی تعلقات دکھائے گئے۔اس طرح کی برائیاں ہمارے معاشرے میں چند فیصد ہی ہیں۔لہذا اس مطالعے میں ناجائز تعلقات (adultery) پر مبنی مواد کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

طلاق:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قبیح عمل طلاق کا ہے۔مگر اب طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل کو گلیمرائز کر کے پیش کیا جارہا ہے۔میرا سائیں، عجیب اپنی یہ زندگی ہے اور من مائل میں طلاق کا فروغ کیا گیا۔اس تحقیق کیلئے منتخب شدہ ڈراموں میں بھی طلاق کے حوالے سے شامل مواد کو مطالعے کا حصہ بنایا گیا ہے۔

نا مناسب زبان کا استعمال: زبان کی بگڑی شکل پیش کی جارہی ہے۔آپ جناب کو ختم کر کے تو، تیرا ،میرا، میرے کو جیسے الفاظ کا استعمال جاری وساری ہے۔تنویر فاطمہ بی اے، بلبلے، میرا سائیں وغیرہ میں غیر مہذب زبان کا استعمال کیا گیا۔

لالچ:

مادہ پرستی، لالچ، حرص وطمع، اپنے مطلب کیلئے ہر حربے کا استعمال کیا جانا ڈراموں میں دکھایا جاتا ہے۔

سائیاں وے، ٹی وی ڈرامے:

ٹی وی ڈرامے سے مراد ٹیلی ویژن پر آن ائر ہونے والے ڈرامے ہیں۔جس سے مراد یہاں پرائیوٹ ٹیلی ویژن کے ڈرامے ہیں۔

طریقہ کار:

اس تحقیقاتی رپورٹ کی تیاری کیلئے چار پرائیوٹ ٹیلی ویژن ڈراما چینلوں اے آر وائی، ہم ٹی وی نیٹ ورک، جیو انٹرٹینمٹ اور ایکسپریس انٹرٹینمٹ کو منتخب کیا گیا ہے۔ان تمام ٹیلی ویژن نیٹ ورکز پر سال 2015 کے دوران بالترتیب ایک مقبول ترین ڈراما سیریل کا انتخاب معلوم امکان کی اتفاقی نمونہ بندی کے تحت کیا گیا۔جس کیلئے ان متذکرہ چینلوں کی پانچ پانچ ڈراما سیریز کے ناموں کے درمیان قرعہ اندازی کی گئی جس میں سے فی چینل ایک ڈرامے کا انتخاب تجزیہ مشتملات کیلئے کیا گیا۔مشتملات کا تجزیہ تحقیق کی دنیا میں ایک مقبول

ترین طریقہ تحقیق ہے۔جس کی بنیاد پر مختلف رجحانات کا کمیتی بیان سامنے آجاتا ہے۔اس کمیتی تحقیق کیلئے قرعہ اندازی کے بعد پیا کا رنگ لگا، دوسری بیوی، آپ کی کنیز اور ول ہی تو ہے نامی سیریز کا نام سامنے آیا۔سال ۲۰۱۵ کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ منتخب شدہ ڈراما سیریلز کی تمام اقساط با آسانی انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔

نظری اساس:

اس مطالعے کی بنیاد دو بنیادی نظریوں پر ہے۔جارج گربنز کا Cultivation Analysis کا نظریہ جس کے مطابق ٹیلی ویژن کسی بھی معاشرے کا بازوئے ثقافت ہے۔اس پر جس طرح کے مشتملات پیش کیے جاتے ہیں، ان سے زندگی کا رُخ کافی حد تک تبدیل ہو جاتا ہے۔(نثار، ۲۰۱۲، ص ۱۸۸) اب اگر اس نظریئے کے حوالے سے ٹیلی ویژن ڈراموں کے پست معیار کو دیکھا جائے تو ہمارا قومی ذوق بہ حیثیت قوم تبدیل ہو چکا ہے۔عوام الناس کا رویہ عامیانہ ہو گیا ہے اور وہ تفریح کے نام پر حرص و لالچ، معاشرتی اقدار سے منافی کہانیوں پر مبنی ڈرامے ذوق وشوق سے دیکھنے کے کم و بیش عادی ہو گئے ہیں۔البرٹ بنڈورا کا Observational Learning کا نظریہ پیش کیا جس کے تحت ذرائع ابلاغ سماجی رویّوں کو ہموار کرتے ہیں۔اس نظریئے کے پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو پاکستانی ڈراموں کا پست معیار ہمارے سماجی رویّوں میں منفی تبدیلیاں لانے میں کافی حد تک اثر انداز ہو رہا ہے۔ہمارے سامنے وہ نسل کھڑی ہے جو ان ڈراموں سے دیکھ کر نت نئی سازشیں سیکھ رہی ہے۔(البرٹ، ۱۹۷۷، ص ۹۰)

متعلقہ مواد کا مطالعہ:

کسی بھی موضوع پر تحقیق کرنے کے لیے متعلقہ مواد کا مطالعہ لازمی ہوتا ہے۔لہٰذا جن چند تحقیقی رپورٹوں کا مطالعہ کیا گیا ان کی تلخیص درج ذیل ہے:

بصری ذرائع ابلاغ کو پاکستان میں متعارف کرانے کا مقصد پاکیزہ اور خالص تفریح کے ذریعے لوگوں کو دنیا کے حالات کا ادراک دینا تھا۔نیز ٹیلی ویژن کو پاکستان میں متعارف کراتے وقت قومی اسمبلی میں

قرارداد پیش کی گئی کہ ٹیلی ویژن قومی تحویل میں رہے گا اور وزارت اطلاعات ونشریات اس پر معلومات اور تفریحی مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے پروگرام نشر کروانے کی پابند ہوگی۔(گوہر، ۱۹۶۷،ص۴۵۲)

ابتداء میں پی ٹی وی پر سب سے زیادہ دیکھے جانے والا سیگمنٹ ڈراما ہی تھا۔جس کے نشر ہوتے ہی سڑکوں پر ٹریفک کا بہاؤ کم ہو جاتا اور لوگ اپنی دن بھر کی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ڈراما دیکھا کرتے تھے۔پی ٹی وی نے تفریح کی غرض سے اپنے کرداروں کے ذریعے لوگوں کو مقصد زندگی سے روشناس کرانے کی کوشش کی۔تفریحی اور اصلاحی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے پی ٹی وی کے سنجیدہ ڈراموں نے ملک کے توجہ طلب مسائل کو سامنے لا کر ان مسائل کا حل پیش کرنے کی کوشش کی۔پی ٹی وی کے سنہرے دور میں تنہائیاں، وارث، خدا کی بستی، آگاہی، نجات اور دیگر بہت سے ڈراموں میں اصلاح کا پہلو نمایاں طور پر نظر بھی آیا۔(سلیم، ن م،ص۶۹)

۱۹۶۷ تا ۱۹۷۷ تک پی ٹی وی پر بہت زیادہ اختراعی کام کیا گیا کیوں کہ پی ٹی وی نے ڈراموں کیلئے تعمیری خیال کو منافع کمانے سے زیادہ ترجیح دی۔ادارے کی اس پالیسی کے سبب پی ٹی وی کے ناظر کا ذہن مشکل سے مشکل ادبی خیالات کو بھی ڈرامے کی صورت میں قبول کرنے کا عادی ہو گیا۔یہ سب اظہار رائے کی آزادی اور معاشرتی ذمہ داری کے احساس کو سمجھنے کی سبب ہوا تھا۔(نقوی، ۲۰۱۱،ص۴۰)

پی ٹی وی نے پرائیوٹ انٹرٹینمنٹ چینلوں کی آمد سے قبل اپنے موضوعات کو ساس بہو کے جھگڑے یا خاندانی سیاست تک محدود نہیں رکھا بلکہ پی ٹی وی پر معاشرے کو درپیش حقیقی مسائل کا شعور فیملی ڈرامے کی صورت میں دیا جاتا تھا جس کی چند مثالیں وارث، تنہائیاں، نیلے ہاتھ اور اندھیرا اجالا کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔آج قومی دن آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔پی ٹی وی پر قومی دنوں کے حوالے سے بھی خصوصی ڈرامے تیار کیے جاتے تھے۔پاکستان کی ثقافت پی ٹی وی کے ڈراموں میں نکھرتی رہی۔(خان ۱۴ نومبر، ۲۰۱۶،ص۳۵)

عوام کو تاریخ سے روشناس کرانے کیلئے پی ٹی وی نے اوراق، ہمارا تہذیبی ورثہ کے نام سے کلاسیکی اردو ادب کے فن پاروں کو سیریز کی شکل میں پیش کیا تاریخ کے حوالے سے پی ٹی وی پر پیش کیے گئے کھیل بابر، آبگینے، ٹیپو سلطان نے ہماری شاندار تاریخ سے عوام کو شناسائی دی۔وقت گزرنے کے ساتھ ہی ٹی وی

ڈراما پرائیوٹ انڈسٹری کے ہاتھ آیا اور اس کے مواد اور پیشکش میں وسیع پیمانے پر تبدیلی آئی۔ان تبدیلیوں کے نتیجے میں تکنیکی اعتبار سے تو ڈرامے کو ترقی ملی لیکن مواد اور ثقافت کی پیشکش کے اعتبار سے ڈرامے کا معیار گرتا چلا گیا جس کا اظہار کئی معروف ڈراما نگاروں کی جانب سے مختلف سیمینارز میں کیا گیا۔۲۰۰۸ میں حیدرآباد میں منعقد عالمی اردو مشاعرے میں شرکت کرتے ہوئے موجودہ ڈراما انڈسٹری کے حوالے سے امجد اسلام امجد کا کہنا تھا کہ ۹۰ کی دہائی کے بعد سے ڈراما لکھنے والوں اور ڈراما پیش کرنے والوں نے عوام کی ذہنی نشو نما سے اپنا فوکس ہٹالیا ہے اور اب ڈراما کسی بھی مجاز ادارے سے بغیر چیک کرائے اسکرین پر نمودار ہو جاتا ہے۔نیز ڈرامے کے اس زوال میں ڈرامے کا اکیڈمی کی سطح پر پڑھایا جانا بھی اہم وجہ ہے۔(روزنامہ ڈان، صفحہ ۱۵، ۷ نومبر ۲۰۱۲)

۲۰۱۵ میں الحمرا عالمی لٹریچر اینڈ کلچر فیسٹیول میں معروف ڈراما نگار نور الہدیٰ شاہ نے پی ٹی وی کے پروڈکشن ہاؤسز کی بندش پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ان کا کہنا تھا کہ پاکستانی ڈراما انڈسٹری ایک فکری تباہی کا شکار ہے۔اکثر ڈراما نگاروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ایسے ڈرامے لکھیں جو اچھا کاروبار کر سکیں اس میں اتنی برائی بھی نہیں لیکن ذہن سازی کو بالکل ختم کر دینا بھی انصاف نہیں ہے۔اس صورتحال میں، میں نے تو ڈراما لکھنا کم کر دیا ہے لیکن لکھاریوں کی ایسی کھیپ بھی موجود ہے جو یہ سب کرنے کیلئے تیار ہے۔اسی کانفرنس میں معروف کالم نگار و ڈراما نگار منو بھائی نے کہا کہ پرائیوٹ ڈراما انڈسٹری ہمیں پاپولر کہانیاں لکھنے کا کہتی ہے جب کہ پی ٹی وی پر کہانیاں ہی اتنی اچھی لکھی جاتی تھیں کہ وہ کامیاب ہو جاتیں۔(ڈیلی پاکستان، کراچی، مورخہ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۵، صفحہ نمبر ۷)

پرائیوٹ ڈراما انڈسٹری کیلئے ٹی آر پی ایک فیول کا کام کرتی ہے جس کی بنیاد پر کسی بھی ڈرامے کو اشتہارات ملتے ہیں۔آج کل کی ڈراما انڈسٹری کا دارومدار اشتہارات سے ملنے والی آمدنی پر ہے۔آرٹ لائن پروڈکشن ہیڈ تنویر احمد نے ٹی آر پی کے حوالے سے ایک انٹرویو کے دوران انکشاف کیا کہ چینلوں کو اب پروڈکشن ہاؤسز سے روتی دھوتی عورت کا ڈراما چاہیئے۔ہم نے حالیہ طور پر چینلوں پر مختلف ڈراموں کے پروپوزلز دیئے جس میں سے ان کی جانب سے ایسے ڈرامے کی ون لائنر منظور ہوئی جس میں ایک عورت کو اس کا شوہر دوسری عورت کیلئے چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور عوام کی مزید توجہ حاصل کرنے کیلئے ہم سے مطالبہ کیا گیا کہ اس

عورت کو حاملہ دکھادیا جائے تو اور بہتر ہوگا۔ جب ڈراما سیریل کنکر آن ائیر ہوا تب اسے سنجیدہ طبقے کی جانب سے ایک اچھا موضوع قرار دیا گیا کیوں کہ اس میں ایک عورت کو اپنا حق مانگنے پر سراہا گیا تھا۔ مگر اس کے مقابلے میں ٹی آر پی ریٹنگ ڈراما سیریل میرے ہرجائی کی آرہی تھی جس میں دو بہنوں کی ایک دوسرے سے دشمنی دکھائی گئی تھی۔ ڈرامے دیکھنے والی عورت اتنی باشعور نہیں ہے۔ وہ اسکرین پر عورت کی بیچارگی کے ساتھ مماثلت محسوس کرتی ہے اور ایسے ڈراموں کو ریٹنگ بھی دیتی ہے اس لیے کاروباری لحاظ سے ہم بھی مجبور ہیں کہ مخصوص طرز کا ہی مواد پیش کریں۔ (روزنامہ ڈان، مورخہ ۲۶ / جون ۲۰۱۶، ص ۴۷)

ڈراما انڈسٹری اپنے ڈراموں کی سیل کو بڑھانے کیلئے اب سنسنی خیزی پھیلانے سے بھی باز نہیں آرہی اور قدرے حساس موضوعات جنہیں پرائم ٹائم میں پیش نہیں کرنا چاہیئے ان کی پرائم ٹائم میں پیشکش کی جا رہی ہے۔ ایک نفسیاتی مریض کو عاشق کے طور پر پیش کرنا یا کسی عورت کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو ہیرو کے طور پر دکھا دینا بھی اب ڈراموں میں ایک عام سی روش بن چکا ہے۔ ۲۰۱۵ کے دوران اے آر وائی پر بے خودی اور ہم ٹی وی پر سنگت اور گل رعنا نامی سیریز آن ائیر کی گئیں جن میں ایک زیادتی کرنے والے کو ہیرو کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی جو کہ سنگین جرم ہے۔ پاکستانی ڈراموں میں اس طرح کے ٹرینڈ کو مغربی فلم ففٹی شیڈز آف گرے اور گیم آف تھرون وغیرہ سے کاپی کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔ (روزنامہ ڈان، ۲۷ دسمبر ۲۰۱۶، ص ۳۵)

مورخہ ۳ ستمبر ۲۰۱۸ کو پیمرا کی جانب سے انٹرٹینمنٹ چینلوں کو ہدایت جاری کی گئی کہ ایک زمانے میں پاکستانی ڈراما انڈسٹری کی پہچان اس کا بہترین مواد اور ایسی کہانیاں ہوا کرتی تھیں جن میں پاکستانی ثقافت کا رنگ جھلکتا تھا۔ مگر اب صورتحال یہ ہے کہ ڈراما سیریلز / پلاٹس بہت زیادہ بولڈ ہو گئے ہیں یا ان پر بیرونی ثقافت کے بے جا اثرات ہیں۔ ان ڈراموں میں اکثر رشتوں کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہوتا ہے۔ بے جا گلیمر سے ڈرامے کی شکل بگاڑی جارہی ہے لہذا پرائیوٹ ڈراما انڈسٹری کو ڈرامے کے معیار میں مواد اور ثقافت کی پیشکش کے حوالے سے بہتری لانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ (پیمرا آرڈیننس، ملاحظہ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۸)

یونیورسٹی آف گجرات کے محقق سید علی حسن نے اپنے تحقیقی مقالے کے لیے 30-16 سال کی 400 خواتین کو نمونہ بندی میں شامل کیا۔ انھوں نے چار مفروضے اس طرح قائم کیے 1 ۔ بھارتی ڈراموں کے ناظرین پر اثرات 2 ۔ بھارتی ڈرامے اپنی ثقافت کس طرح ہمارے معاشرے میں پھیلا رہے ہیں 3 ۔ کس طرح بھارتی ڈراموں کے ذریعے ہندی الفاظ ہماری روزمرہ کی زبان میں شامل ہو رہے ہیں ۔ 4 ۔ یہ دیکھنا کہ بھارتی ڈراموں نے اپنے ثقافتی لباس ہمارے معاشرے میں پھیلا دیے ہیں ۔ جس میں ثابت ہوا کہ بھارت اپنی ثقافت پوری طرح سے پھیلا چکا ہے اور اب ان ڈراموں سے متاثر خواتین با قاعدہ اپنی ثقافت کو پڑوسی ملک کی ثقافت سے کم تر محسوس کرتی ہیں (حسن، صفحہ ن م، ۲۰۱۴)

نورین شفیق ۱۹۹۵ میں پی ٹی وی کے ڈراموں پر ڈش انٹینا کے موضوع پر لکھے مقالے کے مطابق پی ٹی وی اب تک ٹیلی کاسٹ کیے گئے ڈرامے اپنا اثر کھو چکے ہیں کیوں کہ بھارتی ڈراموں کا گلیمر عوام میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے جس کے باعث اب پی ٹی وی کے ڈراموں کی مقبولیت بھی گلیمر کی دوڑ میں کم ہوتی جا رہی ہے ۔ (نورین، صفحہ ن م، ۲۰۱۴)

مدیحہ حق نے "Silence and Madness: Resistance in Pakistani Drama Serials" کے موضوع پر تحقیق میں ''ہم ٹی وی'' سے نشر کیے جانے والے دو ڈرامے ''بانو'' اور ''ہمسفر'' کا تجزیہ پیش کیا۔ محققہ نے ''ہمسفر'' کی بابت اس کی ڈرامہ نگار کے حوالے سے یہ انکشاف بھی کیا کہ ان کی ڈرامہ سیریل کو دو پروڈکشن ہاؤس مسترد کر چکے تھے ۔ (حق، صفحہ ن م، ۲۰۱۶)

ڈاکٹر علی اصغر شاہ کی زیر نگرانی بلال بھٹی نے تحقیق سے یہ ثابت کیا کہ ہم ٹیلی ویژن کے ڈرامے نو قسم کے سماجی رویوں کے فروغ کا باعث ہیں جن میں عریانیت، نسلی تفریق، تشدد، منشیات کا استعمال، نامناسب زبان کا استعمال، ہتک آمیز رویہ، ناجائز تعلقات، مانع حمل اور طلاق جیسے قبیح فعل شامل ہیں ۔ یہ نو سماجی رویے منتخب شدہ ڈراموں میں سے مہر بانو اور شہر بانو میں سب سے زیادہ دیکھنے میں آئے ۔ (بھٹی، صفحہ ن م، ۲۰۱۳)

۱۹۸۰ء میں میک برائیڈ کمیشن کی جانب سے ثقافتی برتری کے ذریعے ثقافتی شناخت کو خطرے میں لانے کے حوالے سے دلائل پیش کیئے ۔جس کے مطابق دنیا کی حکمران قومیں اپنی ثقافت بھی معاشی مفادات کی طرز پر چھوٹی قوموں پر ٹھوس دیتی ہیں ۔ٹیلی ویژن اشتہارات کیلئے سب سے بڑا میڈیا ہے۔ اس پر پیش کیئے جانے والے مشتملات زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں ۔ایک مشہور ٹی وی ڈراما خاندان اور احباب کے درمیان گفتگو کا حصہ بنتا ہے ۔پاکستانی ڈراموں نے بھی مغربیت کی طرف مائل ہونے کا عمل تیزی سے شروع کر رکھا ہے اور اشتہارات کے حصول کیلئے وہ ہر قسم کی حد عبور کرنے کو تیار ہیں۔(Couldry، صفحہ۸۴، ۲۰۱۴)

پاکستانی ڈرامے اپنے بنیادی وظائف کو پس منظر میں ڈالتے ہوئے بولڈ ہو گئے ہیں ۔اس حوالے سے حسن احمد نے ۲۰۰۸ میں اسٹار پلس اور جیو کے ڈراموں کے ناظرین پر اثرات کا بذریعہ مساحت جائزہ لیا جس کے نتائج میں یہ بات سامنے آئی کہ گو کہ اسٹار پلس کے ڈرامے گلیمر سے بھرپور ہیں لیکن اب جیو کے ڈرامے بھی بھارتی انداز کی نقل کرنے لگے ہیں ۔(احمد، صفحہ ن م، ۲۰۰۸)

پوری دنیا میں ڈراما دیکھنے والوں میں عورتوں کی وسیع تعداد شامل ہوتی ہے ۔جس سے ٹیلی ویژن چینلوں کے مالکان بخوابی واقف ہیں ۔تحقیق کے مطابق ڈراما دیکھنے والی عورتوں کا اگر تناسب نکالا جائے تو وہ 7:3 کا بنتا ہے یعنی اگر 7 عورتیں ڈراما دیکھ رہی ہیں تو ان کے مقابلے میں 3 مرد ڈراما دیکھیں گے ۔ٹی وی کی انتظامیہ پھر ڈراموں میں ان ہی خواتین کی پسندیدگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈراموں کو تیار کرتی ہے ۔اکثر ان ڈراموں سے یا تو ایسا پیغام دیا جاتا ہے کہ عورتوں کی زندگی کا واحد مقصد شادی کرنا اور اولاد کا حصول ہے یا پھر انھیں ناختم ہونے والی مادیت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے ۔(Bandura,ND, A.1986)

اکتوبر ۲۰۱۲ میں تحقیق کار کلیم اللہ نے اسلام آباد میں ڈراموں کے خواتین پر اثرات کے حوالے سے تحقیق کی جس کے نتیجے میں یہ ثابت ہوئی کہ پرائیویٹ ٹی وی ڈراموں نے پاکستان کے سماجی اور مذہبی نظام کو متاثر کیا ہے ار دیگر مما لک کی روایات اور ثقافت کو لاکر پاکستانی ڈراموں کو نقصان

پہنچانے کا سبب بھی بنتے ہیں ۔(کلیم ،صفحہ ن م،۲۰۱۲)

سحر آفتاب بٹ نے ۲۰۰۰ء میں پی ٹی وی کی عوام کی تربیت کرنے کے حوالے سے تحقیق کی انہوں نے اپنی تحقیق کیلئے تجزیہ مشتملات اور سروے کا طریقہ کار اختیار کیا ۔ان کی تحقیق کے یہ نتائج سامنے آئے کہ پی ٹی وی کے ڈرامے خواتین کے مسائل کو اجاگر کرنے میں تو کامیاب ہوئے ہیں لیکن لوگوں کو ان سے متعلق تعلیم دینے میں ناکام رہے ۔ایک ہی جیسے موضوعات کی بار بار پیشکش کرنے کے باعث پی ٹی وی کے ناظرین کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے ۔(بٹ ،صفحہ ن م، ۲۰۰۰)

۲۰۰۴ء میں راؤ زید بن اسماعیل نے نوجوانوں پر ٹی وی کے اثرات پر تحقیق کی ۔تحقیق کیلئے پنجاب یونیورسٹی کے طالب علموں سے سروے فارم پُر کرائے گئے ۔نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ ٹی وی پروگرامز جن میں خاص کر ہمارے ڈرامے بھی شامل ہیں کہ باعث پنجاب یونیورسٹی کہ طلبہ میں ماڈرنزیشن آئی ہے اور مختلف معاملات جیسا کہ خواتین کی آزادی اور مخلوط تعلیم وغیرہ کے حوالے سے ان کے خیالات میں جدت آئی ہے ۔(راؤ ،صفحہ ن م، ۲۰۰۴)

مواد کا تجزیہ:

اعداد و شمار برائے تجزیہ مشتملات

ڈرامے کا نام	چینل کا نام	کُل وقت	طلاق پر مبنی مواد		ناجائز تعلقات پر مبنی مواد		نامناسب زبان پر مبنی مواد		لالچ پر مبنی مواد	
			منٹ	فیصد	وقت	فیصد	وقت	فیصد	وقت	فیصد
دل ہی تو ہے	ایکسپریس انٹرٹینمنٹ	۱۶۰۰منٹ	۶۰	۴	۸۸	۷	۶۵	۶	۲۷۵	۱۸
دوسری بیوی	ہم ٹی وی	۱۶۰۰منٹ	۵۴	۴	۱۱۱	۷	۵۶	۴.۵	۳۰	۳
آپ کی کنیز	جیو انٹرٹینمنٹ	۹۱۰منٹ	۶۷	۸	۴۶	۶	۹۰	۱۰	۹۷	۱۱
پیا کا رنگ لگا	اے آر وائی	۱۱۹۰منٹ	۵۲	۵	۱۴۲	۱۴	۳۳۲	۲۸	۲۱۷	۱۹
	کل آن ایر وقت	۵۳۰۰منٹ	۲۳۳	۹	۴۳۱	۵	۵۵۶	۱۱	۶۱۹	۱۲.۵

نتائج کا بیان:

پیا کا رنگ لگا (اے آر وائی ڈیجیٹل):

یہ ڈراما کل 34 اقساط پر مشتمل تھا۔اس ڈرامے کی ایک قسط 35 منٹ پر مبنی ہوتی تھی۔کل ملا کر یہ 1190 منٹ بنتے ہیں جس میں سے اس ڈرامے میں 162 منٹ ناجائز تعلقات پر مبنی مواد پر دکھائے گئے جبکہ 52 منٹ طلاق پر مبنی مواد پیش کیا گیا، 332 منٹ نا مناسب زبان کا استعمال اس ڈرامے کے مواد میں دیکھنے میں آیا اور 217 منٹ لالچ وطمع کے فروغ پر مبنی مواد پیش کیا گیا۔اگر فیصد کے حساب سے دیکھا جائے تو ڈرامے کا 14% مواد ناجائز تعلقات، 5% طلاق، 28% نا مناسب زبان کا استعمال اور 19% مواد حرص ولالچ پر مبنی تھا۔65% مواد سے ناجائز تعلقات، طلاق، نا مناسب زبان کا استعمال اور لالچ کا فروغ ہوا۔

دوسری بیوی (ہم ٹی وی نیٹ ورک):

یہ ڈراما کل 23 اقساط پر مشتمل تھا۔اس ڈرامے کی ایک قسط 40 منٹ پر مبنی ہوتی تھی۔کل ملا کر یہ 1600 منٹ بنتے ہیں جس میں سے اس ڈرامے میں 111 منٹ ناجائز تعلقات پر مبنی مواد پر دکھائے گئے جبکہ 54 منٹ طلاق پر مبنی مواد پیش کیا گیا، 56 منٹ نا مناسب زبان کا استعمال اس ڈرامے کے مواد میں دیکھنے میں آیا اور 30 منٹ لالچ وطمع کے فروغ پر مبنی مواد پیش کیا گیا۔اگر فیصد کے حساب سے دیکھا جائے تو ڈرامے کا 7% مواد ناجائز تعلقات، 4% طلاق، 4.5% نا مناسب زبان کا استعمال اور 3% مواد حرص ولالچ پر مبنی تھا۔16% مواد سے ناجائز تعلقات، طلاق، نا مناسب زبان کا استعمال اور لالچ کا فروغ ہوا۔

آپ کی کنیز (جیو):

یہ ڈراما کل 26 اقساط پر مشتمل تھا۔اس ڈرامے کی ایک قسط 35 منٹ پر مبنی ہوتی تھی۔کل ملا کر یہ 910 منٹ بنتے ہیں جس میں سے اس ڈرامے میں 46 منٹ ناجائز تعلقات پر مبنی مواد پر دکھائے گئے جبکہ 67 منٹ طلاق پر مبنی مواد پیش کیا گیا، 90 منٹ نا مناسب زبان کا استعمال اس ڈرامے کے مواد میں دیکھنے میں

آیا اور 97 منٹ لالچ وطمع کے فروغ پرمبنی مواد پیش کیا گیا۔اگر فیصد کے حساب سے دیکھا جائے تو ڈرامے کا 6%مواد ناجائز تعلقات، 8%طلاق، 10% نامناسب زبان کا استعمال اور 11%مواد حرص ولالچ پرمبنی تھا۔33%مواد سے ناجائز تعلقات، طلاق، نامناسب زبان کا استعمال اور لالچ کا فروغ ہوا۔

دل ہی تو ہے (ایکسپریس انٹرٹینمنٹ)

یہ ڈراما کُل 26 اقساط پر مشتمل تھا۔اس ڈرامے کی ایک قسط 40 منٹ پرمبنی ہوتی تھی۔کُل ملاکر یہ 1600 منٹ بنتے ہیں جس میں سے اس ڈرامے میں 112 منٹ ناجائز تعلقات پرمبنی مواد پر دکھائے گئے جبکہ 60 منٹ طلاق پرمبنی مواد پیش کیا گیا، 88 منٹ نامناسب زبان کا استعمال اس ڈرامے کے مواد میں دیکھنے میں آیا اور 275 منٹ لالچ وطمع کے فروغ پرمبنی مواد پیش کیا گیا۔اگر فیصد کے حساب سے دیکھا جائے تو ڈرامے کا 7%مواد ناجائز تعلقات، 4%طلاق، 6% نامناسب زبان کا استعمال اور 18%مواد حرص ولالچ پرمبنی تھا۔34%مواد سے ناجائز تعلقات، طلاق، نامناسب زبان کا استعمال اور لالچ کا فروغ ہوا۔

ماہرین کی رائے:

اس تحقیقی کام کیلئے ڈراما انڈسٹری سے وابستہ افراد کی رائے بھی عامیانہ ڈراموں کی پیشکش کے حوالے سے مختصراً معلوم کی گئی۔جسے اس پرچے میں بہتر نتائج کی غرض سے شامل کیا جارہا ہے۔

کاظم پاشا (ڈائریکٹر/پروڈیوسر): آپ نے یہ مقولہ تو ضرور سنا ہوگا excess of everything is bad (ہر شے کی زیادتی بری ہوتی ہے)۔اب یہ ایک وقت میں چوبیس ڈرامے آن ائیر ہورہے ہیں یعنی بدہضمی والی بات ہوچکی ہے۔ناظر کو کچھ سمجھ نہیں آتا وہ فوراً ریموٹ سے دوسرے آپشن پر چلا جاتا ہے۔بعض چینلوں کا حال یہ ہے کہ انھیں پیٹ بھرنا ہے اس لیے عام سے ڈرامے بھی بنائے جارہے ہیں اور یہ سب کمرشلزم کے نام پر جاری ہے۔(پاشا، ذاتی انٹرویو، ۱۲ اپریل ۲۰۱۷ء)

نورالہدیٰ شاہ (ڈراما نگار): ہمارے پاس موضوعات بے انتہا ہیں اگر میں ایک شارٹ اسٹوری

رائٹر اور ڈراما نگار کے طور پر دیکھوں تو مجھے کہانیاں اپنی زمین پر بکھری نظر آئیں گی۔ ہم نے کہانیوں کو سمیٹ کر تنگ محلوں تک محدود کر دیا ہے۔ کہانی کو کھلے آسمان کے نیچے لے کر آئیے تو آپ کو کسی کی بھی نقالی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جس دن آپ نے اپنی ثقافت کی کہانیاں پیش کرنی شروع کر دیں آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہوگا کہ کہیں اور جائیں۔ (شاہ، ذاتی انٹرویو، ۱۰ مئی ۲۰۱۷ء)

قاسم جلالی (ڈائریکٹر/ پروڈیوسر): بلاشبہ آج کی ڈراما انڈسٹری کے پاس اچھی ٹیکنالوجی ہے۔ مگر مواد نہیں ہے۔ جس کیلئے تحقیق کی اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے جس کی واضح کمی یہاں نظر آتی ہے۔ (جلالی، ذاتی انٹرویو، ۱۷ اگست ۲۰۱۷ء)

سمیرا فضل (ڈراما نگار): ہم کس کس کو مورد الزام ٹھہرائیں۔ بڑے بڑے عالیشان گھر، مغربی لباس، مہنگے مہنگے فنکشن، مقدس رشتوں کی پامالی یہ سب ہماری تہذیب کا حصہ نہیں ہے۔ ہماری تہذیب، ثقافت اور روایت تو معاشرے میں بھی بگاڑ کا شکار ہے اور ڈراما بھی اسی معاشرے کا حصہ ہے اس میں بھی بگاڑ آ گیا ہے۔ مگر میری ڈراما انڈسٹری کے لوگوں سے درخواست ہے کہ اپنے آپ کو استاد سمجھیں اور عوام کو اچھا پیغام دیں۔ (فضل، ٹیلی فونک انٹرویو، ۱۲ ستمبر ۲۰۱۷ء)

فصیح باری خان (ڈراما نگار): اس طرح کی کہانیوں کو پیش کرنے کیلئے چینل کی پالیسی بہت زیادہ معنی رکھتی ہے۔ اس زمانے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ چینل ریٹنگ کے پیچھے بھاگتے ہیں اور سنسنی پھیلانے کیلئے حساس موضوعات کو بھی بڑے بے ڈھنگے انداز سے ڈرامے کے فارمیٹ پر لے آتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ (باری، ٹیلی فونک انٹرویو، ۲۲ ستمبر ۲۰۱۷ء)

حاصل مطالعہ:

یہ تمام ڈرامے 5300 منٹ کے وقت پر مبنی تھے جس میں سے 431 منٹ ناجائز تعلقات پر مبنی مواد پر دکھائے گئے جبکہ 233 منٹ طلاق پر مبنی مواد پیش کیا گیا، 566 منٹ نامناسب زبان کا استعمال اس

ڈرامے کے مواد میں دیکھنے میں آیا اور 619 منٹ لالچ وطمع کے فروغ پر مبنی مواد پیش کیا گیا۔ اگر فیصد کے حساب سے دیکھا جائے تو ان تمام ڈراموں کا 9% مواد ناجائز تعلقات، 5% طلاق، 11% نامناسب زبان کا استعمال اور 12.5% مواد حرص و لالچ پر مبنی تھا۔

تحقیقی سوالات:

سوال ۱۔ کیا پاکستانی ڈراموں سے اسلامی و اخلاقی قدروں کی پامالی کا سلسلہ جاری ہے؟

ہمارے معاشرے کے مقدس رشتے جن میں بہنوئی، کزن یا سالی کا رشتہ شامل ہے۔ منتخب شدہ ڈراموں کا 9% مواد ان رشتوں کے تقدس کو پامال کرتا ہوا تھا۔ Stanley نے ۲۰۰۴ میں میڈیا کو عام افراد کی سوچ بدلنے کا دھارا قرار دیا تھا۔ (Stanley,ND,2004) اس طرح کے کرداروں کی پیشکش سے باقاعدہ رشتوں کو خراب کرنے کی نقش افزائی کی جارہی ہے۔

سوال ۲۔ کیا پرائیوٹ ٹی وی چینلوں پر نشر کیے گئے ڈرامے معاشرے کے بگاڑ کا ذریعہ ہیں؟

پی ٹی وی کے ڈراموں میں معاشرے کے اصلاح کی غرض سے بھی پروڈکشنز پیش کی جاتی تھیں لیکن پرائیوٹ چینلوں کی آمد کے بعد منافع کا حصول بڑھا اور فوری بکنے والے یا سنسنی خیزی پر مبنی ڈرامے پیش کیے جانے لگے۔ یہ ڈرامے معاشرے کے بگاڑ کا سبب بھی ہیں۔ زیر تحقیق مطالعے سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے منتخب شدہ ڈراموں کا 12.5% مواد حرص و لالچ پر مبنی تھا۔ James E. Burroughs نے ۲۰۰۲ میں اپنی تحقیق سے یہ بات ثابت کی تھی کہ ۸۵ فیصد امریکیوں کی زندگی ڈراموں اور فلموں کے لائف اسٹائل کی نقالی میں گزر رہی ہے۔ (James E. Burroughs،Pg442-443،2002) اگر ہمارے معاشرے کی مطابقت سے یہ تحقیق کی جائے تو نتائج مختلف نہ ہوں گے کیوں کہ بیشتر افراد ان ڈراموں میں فروغ دی جانے والی مادیت سے متاثر ہیں۔ مادیت پرستی کسی بھی معاشرے کے بگاڑ کا بنیادی جز ہے۔

سوال ۳۔ کیا پرائیوٹ ٹیلی ویژن انڈسٹری کے ڈرامے خاندانی نظام کو کھوکھلا کر رہے ہیں؟

پرائیوٹ ٹیلی ویژن کے ڈراموں سے طلاق یا ٹوٹتے ہوئے گھروں کی کہانیاں بڑے پیمانے پر پیش کی جاتی ہیں ۔یہ طرز عمل ریٹنگ کے سبب ہے ۔۲۰۱۸ میں راقم طراز کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ لوگ محبت کے تکون کی کہانیاں یا عورت کی مظلومیت کی داستان کو ٹی وی اسکرین پر نہیں دیکھنا چاہتے تھے ۔(ڈاکٹر یاسمین، شفق، صفحہ ۱۵۴، ۲۰۱۸)۔ لاطینی امریکا میں طلاق اور ڈراموں کے تعلق پر ایک اکتشافی تحقیق کی گئی جس کے نتائج میں یہ بات سامنے آئی ۲۲ منٹ کے جن سیگمنٹس میں رشتوں کو ٹوٹتا ہوا اور پھر یک دم سے بنتا دکھایا جاتا ہے ۔لوگ اسی کی نقالی کرتے ہیں اور حقیقی زندگی میں ان مسائل کو صرف ۲۲ منٹ کے سیگمنٹ کی تعلیم سے سنبھال نہیں پاتے ۔حقیقی زندگی اس سے کئی مختلف ہے ۔(Kovsky,ND,1983)۔ زیرنظر مطالعے میں 5% مواد طلاق کو گلیمرائز کر کے پیش کیا جاتا تھا۔

کُل 35% مواد سے نا جائز تعلقات، طلاق، نا مناسب زبان کا استعمال اور لالچ کا فروغ ہوا۔ پس متذکرہ تحقیق کیلئے قائم کردہ سوالات واضح حد تک ثابت ہو چکے ہیں ۔

تنقیدی جائزہ:

اگر اس تحقیقاتی پرچے کے نتائج پر روشنی ڈالی جائے تو اس وقت پاکستانی ڈراما انڈسٹری اپنے عروج پر پہنچی ہوئی ہے ۔پاکستانی ڈراموں کو مشرق وسطی، بنگلہ دیش اور بھارت تک میں ذوق شوق سے دیکھا جاتا ہے مگر اس ڈراما انڈسٹری نے اپنے مواد میں گذشتہ سالوں میں تیزی کے ساتھ تبدیلی کر دی ہے اب کثیر تعداد میں ہمارے خاندانی نظام پر ضرب لگانے والے ڈرامے آئے دن پرائیوٹ ٹیلی ویژن کی زینت بنتے ہیں ۔ان ڈراموں سے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے بہن کے شوہر کو ہتھیانے کے طریقے، غربت پر ناشکرا پن، مڈل کلاس کی محنت کو بیوقوفی اور حرص کا فروغ جاری وساری ہے ۔پاکستان کی 70% آبادی دیہات میں رہائش پذیر ہے اور پاکستان بیورو آف اسٹیٹیسٹک کے مطابق 20% آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے ایسے ملک میں تفریح کے نام پر اسلامی تعلیمات کے منافی غلط سماجی رویوں کا فروغ معاشرے کو بے راہ روی کی جانب گامزن کر سکتا ہے ۔(بیورو آف اسٹیٹیسٹک، ۲۰۱۵)

ڈراموں کے ذریعے غلط سماجی روایات کا فروغ ایک میٹھا زہر ہے ۔یہ زہر معاشرے میں آہستہ آہستہ لالچ، ناجائز رشتوں کا فروغ، امیر مرد کو کسی بھی قیمت پر حاصل کرنے جیسے نظریات کی تصویر لوگوں کے ذہن میں اچھا ہے، صحیح ہے کر کے سرایت کر رہا ہے ۔پاکستانی معاشرہ ایک نیم خواندہ معاشرہ ہے ۔اس معاشرے میں ان غلط سماجی رویوں کی اتنی پر کشش انداز میں پیشکش عوام الناس کے ذہنوں کو بھٹکانے کا سبب بن سکتی ہے ۔منتخب شدہ ڈراموں میں یہاں ہم ٹی وی کی مقبول سیریز دوسری بیوی کا ذکر کرنا چاہوں گی ۔اس ڈرامے میں ایک انسان کو اپنی زندگی میں خوش اور صاحب اولاد دکھایا گیا ہے ۔جس کے بعد وہ اپنی ساتھی کولیگ سے محض اس لیے دوسری شادی کرتے ہیں کہ انھیں اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے ۔دونوں گھروں سے ان کا جذباتی لگاؤ اور مکالمے بہترین الفاظ میں ادا کیئے گئے ہیں لیکن پس پردہ جو پیغام دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ کام کرنے کی جگہ بھی آپ کا جذباتی لگاؤ پیدا ہو سکتا ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں جب آپ اپنی زندگی سے مطمئن بھی ہوں بس یکسانیت سے اکتا کر آپ بہک سکتے ہیں ۔

اکثر ڈرامانگار مختلف انٹرویوز کے دوران یہ شکوہ بھی کرتے نظر آتے ہیں کہ بھارتی ڈراموں اور ترکی ڈراموں میں حد سے زیادہ گلیمر دکھایا جاتا ہے اور ہمیں ایسا گلیمر دکھانے کی اجازت نہیں تو ہم نے بھی اپنی کہانیوں پہ غلط سماجی رویوں کا گلیمر مسالہ ڈال دیا تو اس میں کیا حرج ہے تو اس کا جواب آسان ہے ۔ان ہی پرائیوٹ ٹی وی چینلوں نے یادگار ڈرامے بھی تشکیل دیے جو نہ صرف سماجی برائیوں کے خلاف تھے عوام الناس کیلئے بھی کئی حوالوں سے سبق آموز تھے ۔الغرض مواد پر کم محنت اور ریٹنگ کا بخار اب ڈراما انڈسٹری پر پوری طرح چھا گیا ہے یا یہ ایک سازشی نظریہ بھی ہو سکتا ہے کہ جان بوجھ کر خاندانی نظام کو توڑنے پر مبنی مواد باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے تا کہ پاکستانی معاشرہ جو اپنی ثقافتی شناخت تو ویسے ہی کھو چکا ہے اب شاید اپنے خاندانی نظام کی خوبصورتی اور رشتوں کا تقدس بھی کھو دے۔

حوالہ جات:

☆ احمد حسن، (۲۰۰۸)، Exposure to geo and star plus dramas and viewers perception، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ کمیونی کیشن اسٹڈیز، سرگودھا یونیورسٹی

☆ بٹ آفتاب سحر، (۲۰۰۰)، "An Analytical study of the role role PTV dramas in educating the masses about women problems"، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ ابلاغ عامہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆ بھٹی بلال، Analysis of social taboos in electronic media prime time drama :Hum Television، مجلہ، گلوبل میڈیا جرنل، اشاعت ۲۰۰۹ء

☆ بنڈورا البرٹ، سال اشاعت ۱۹۷۷ء، سوشل لرننگ تھیوری، پرنٹس ہال، صفحہ ۹۰

☆ پیمرا آرڈیننس، ملاحظہ

https://propakistani.pk/2018/09/04/pemra-is sues-n otification-on- why- qualit y-of-pakistani-dramas-is-deteriorating/ ۲۰۱۸ ستمبر ۱۰، بوقت صبح ۱۱ بجے

☆ پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس ملاحظہ، http://www.pbs.gov.pk/ صبح ۱۰ بجے، مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۸

☆ حقی مدیحہ، Silence and madness : resistance in Pakistani drama serials، یونیورسٹی آف ٹیکساس لائبریریز، سال اشاعت 2016، یو آر آئی http://hdl.handle.net/2152/41623

☆ خان ضیا خرم، "Fifty Delightful Years of PTV"، روزنامہ ڈان، بروز جمعرات، صفحہ Images ملاحظہ https://www.dawn.com/news/1147276

☆ سلطانہ یاسمین ڈاکٹر، صدیقی شفق (۲۰۱۸)، پی ٹی وی کے پرانے اور پرائیوٹ ٹیلی ویژن کے پیش ہونے والے ڈراموں کا تقابلی جائزہ، ریسرچ جرنل الماس شمارہ ۱۹

☆ روزنامہ ڈان، کراچی، صفحہ نمبر ۴، ۱۰ مئی ۲۰۰۸ ملاحظہ https://www.dawn.com/news/302081

☆ روزنامہ ڈیلی پاکستان، کراچی، صفحہ نمبر ۷، مورخہ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ ملاحظہ

https://en.dailypakistan.com.pk/lifestyle/decline-of-drama-industry-in- pakistan-ptv-is-clo sing-its -production-houses/

☆ روزنامہ ڈان، ''The Business of Drama''، صدیقی، علیمہ حامد، سمیع الدین شیراز، مورخہ ۲۶ جون ۲۰۱۶، ص ۴۷

ملاحظہ https://www.dawn.com/news/1266704

☆ روزنامہ ڈان، ''Romanticising rape is not okay.So why do Pakistani Dramas do it anyway?''، حیدر صدف، ۲۷ دسمبر ۲۰۱۶، ص ۳۵ https://images.dawn.com/news/1 176816

☆ زبیری احمد نثار ڈاکٹر، اشاعت ستمبر ۲۰۱۳ء، ابلاغ عامہ کے افکار و نظریات، سنگ میل کیشنز، صفحہ ۱۸۸

☆ زید بن اسماعیل، راؤ، ۲۰۰۴ء، ''Impact of Television on youth''، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ ابلاغ عامہ، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور

☆ حسن علی سید، علی ارشد، خالد عمارہ، The impact of indian dramas on language and dressing of females مجلہ جرنل ماس کمیونی کیشن اینڈ جرنلزم، سال اشاعت ۲۰۱۴ء

☆ سمیرا فضل (ڈرامانگار)، ٹیلی فونک انٹرویو ۱۲ ستمبر ۲۰۱۷ء

☆ سلیم احمد، سلطانہ گوہر ''پاکستان ٹیلی ویژن کے پچیس سال'' مطبوعہ میڈیا ہاؤس سروس اسلام آباد، ص ۶۹

☆ شفیق نورین، (۱۹۹۵)، ''The effect of the dish antenna on PTV dramas''، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ ابلاغ عامہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

☆ فصیح باری خان (ڈرامانگار)، ٹیلی فونک انٹرویو ۲۲ ستمبر ۲۰۱۷ء

☆ قاسم جلالی (ڈائریکٹر/پروڈیوسر)، ذاتی ملاقات، ۱۷ اگست ۲۰۱۷ء

☆ کلیم اللہ، (۲۰۱۲)، ''Impact of Private Television Channel Dramas at Viewrs Prespective : A Study Conducted on Females of Islamabad City

☆ کاظم پاشا (پروڈیوسر/ڈائریکٹر)، ذاتی ملاقات، ۱۲ اپریل ۲۰۱۷ء

☆ گوہر الطاف، Twenty Years of Pakistan:1947-1967، وزارت اطلاعات، حکومت پاکستان، ص ۴۵۲

☆ نقوی، ج، ۲۰۱۱ء، ترقی پسند تحریک کا سفر، کراچی، پاکستان: انجمن ترقی پسند مصنفین، ص ۴۰

☆ نورالہدیٰ شاہ (ڈرامانگار)، ذاتی ملاقات دفتر ہول، ۱۰ مئی ۲۰۱۷ء

Bandura, A. (1986). Social foundations of thought and action: a social-cognitive

theory,Englewoodcliffs, N. J., Prentice-Hall, Inc.Pages 73-83

Street. In: Allen, Robert C and Hill, Annette, (eds.). London: The Television Couldry, N., & McCarthy, A. (Eds.). (2004a). Media pilgrims: on the set of coronation Studies Reader. Routledge.Page 84

James E. Burroughs, L. J. Shrum, and Aric Rindfleisch (2002) ,"Does Television Viewing Promote Materialism? Cultivating American Perceptions of the Good Life", in NA - Advances in Consumer Research Volume 29, eds. Susan M. Broniarczyk and Kent Nakamoto, Valdosta, GA : Association for Consumer Research, Pages: 442-443.

Kovsky, H., (1983). Family: The Missing Ingredient in TV Family Fare. New York:American Jewish Committee.